وعدہ

(سانحۂ کربلا کے پس منظر میں ایک افسانہ)

جمیل عثمان

کربلا سے دمشق کے راستے میں کوفے کے آس پاس ایک چھوٹے سے گاؤں کے ایک چھوٹے سے جھونپڑے کا چوبی دروازہ کھلا ہوا ہے -چوکھٹ پر ایک عورت بیٹھی کسی کی راہ تک رہی ہے - اس کی آنکھیں مسلسل اس پگڈنڈی کو گھور رہی ہیں جو کہیں دور سے آ کر اس کے دروازے پر ختم ہو جاتی ہے -پگڈنڈی کے دونوں طرف کھجور کے درخت ہیں - جھونپڑی کے عقب میں صحن ہے جس میں ایک کنواں ہے اور زیتون کے درخت ہیں - اس وقت درختوں پر چڑیاں ایک شاخ سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر پھدک رہی ہیں - صحرا کے درمیان یہ علاقہ ایک چھوٹا سا نخلستان ہے جہاں کھجور، انگور اور انجیر کی کاشت کی جاتی ہے -

دوازے پر بیٹھی یہ ادھیڑ عمر عورت، جس کا نام شیریں ہے، اٹھی اور جھونپڑے کے اندر جا کر چیزوں کو درست کرنے لگی، جیسے کسی مہمان کی آمد سے قبل گھر کو سجایا سنوارا جاتا ہے - اپنے چھوٹے سے گھر کی آرائش سے فارغ ہو کر شیریں آنگن میں آتی ہے - ایک کونے میں ایک سائبان ہے، جس کے نیچے مٹی کا چولھا ہے - پاس ہی لکڑیاں پڑی ہوئی ہیں - وہ لکڑی کے دو چار چیلے اٹھا کر لائی اور چولہے میں ڈال کر سلگانے لگی - سالن چڑھانے کے بعد وہ پھر دروازے کی چوکھٹ پر آ

بیٹھی اور گرد آلود پگڈنڈی پر نظریں گاڑ دیں - تھوڑی دیر بعد پھر اٹھی ، شاید سالن تیار ہو گیا تھا - اس نے روٹیاں ڈالیں اور جھونپڑی کے بیچوں بیچ دسترخوان پر کھانا چن دیا - اور پھر دروازے پر آ کر کسی کی راہ دیکھنے لگی - جب بہت دیر ہو گئی اور آنے والا نہ آیا تو اس نے گلی میں کھیلتے ہوئے پڑوس کے بچوں کو بلایا اور ان کے ساتھ مل کر کھانا کھا لیا -

شیریں کے والدین ایران سے آئے تھے اور اس گاؤں میں بس گئے تھے - وہ چھوٹی سی تھی جب آئی تھی - جوان ہوئی تو والدین نے شادی کر دی - چند برسوں کے اندر اندر ماں باپ دونوں ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور دو سال میں شوہر بھی داغ مفارقت دے گیا - اس کے کوئی اولاد نہ تھی - بس وہ اکیلی ہی اس جھونپڑی میں زندگی کے دن کاٹ رہی تھی - زمینوں سے کچھ آمدنی ہو جاتی تھی جو اس کے لئے کافی تھی - شیریں کا معمول تھا کہ وہ ہر دوسرے تیسرے کوئی اچھا سا کھانا پکاتی اور دسترخوان سجا کر کسی کا انتظار کرتی - پھر تھک ہار کر محلے کے بچوں کو کھلا دیتی-

اس کے باپ دادا دور نبوی میں ہی حلقہ بہ گوش اسلام ہوئے اور ایران سے آکر عراق میں آباد ہو گئے تھے - اس نے اپنے والد سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا اور اسے ہمیشہ یہ قلق رہا کہ وہ اس پاکیزہ دور میں کیوں پیدا نہیں ہوئی تاکہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر سکتی - مگر اس کے دل کو یک گونہ ڈھارس تھی کہ وہ نہیں مگر ان کے اہل بیت تو ہیں - وہ ان سے مل لے گی اور پھر فخر سے کہہ سکے گی کہ اسے بھی عرش نشینوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا - اس لئے اب سے دو برس پہلے اس نے حج کا ارادہ کیا تھا - زندگی کے سب سے اہم سفر پر جانے کی خواہش اس کے دل میں انگڑائیاں لینے لگی تھی -

دن رات اس کی آنکھوں میں مکّے اور مدینے کا تصور بسا رہتا - یہ احساس ہی کتنا دل خوش کن تھا کہ وہ اس سرزمین پر قدم رکھے گی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں پڑے تھے - ان فضاؤں میں سانس لے گی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سانس لے رہے ہوں گے - اسے سب سے زیادہ خوشی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہہ سے ملنے کی تھی - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہہ تو اب اس دنیا میں نہیں رہے تھے - حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہہ سے ملنا اس کی سب سے بڑی تمنا تھی -

اس نے درہم درہم جوڑ کر زاد راہ اکٹھا کیا اور ایک قافلے میں شامل ہو کر جانب حرمین روانہ ہو گئی- مکّہ ، منیٰ اور عرفات میں ارکان حج ادا کرنے کے بعد قافلہ مدینے کے لئے روانہ ہوا - جیسے جیسے وہ شہر پر انوار قریب آتا جا رہا تھا، شیریں کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی - ڈبڈباتی آنکھوں سے وہ در و دیوار کو ، نخل و اشجار کو ، گنبد و مینار کو اور کوچہ و بازار کو دیکھتی جا رہی تھی - اشکوں کی زیادتی سے منظر دھندلے ہو جاتے تو جلدی سے آنکھوں کو پونچھ ڈالتی اور از سر نو ان روح پرور مناظر کو اپنی آنکھوں میں سمو لینے کی کوشش کرنے لگتی -

مسجد نبوی پہنچی تو صلوات و سلام سے فارغ ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہہ کو تلاش کرنے لگی - "وہ یہیں ہوں گے" - اس نے سوچا - "یہ ان کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے - وہ بھلا نماز کے لئے یہاں نہ آئیں گے تو کہاں جائیں گے" -

اور پھر شیریں کو وہ شہہ خوش خصال نظر آ گیا - لوگوں کے جھرمٹ میں ، سب سے اعلیٰ ، سب سے بلند و بالا ، پروقار اور خوش اطوار ! کسی تعارف کی ضرورت نہ پڑی - شیریں سمجھ گئی کہ یہی امام

عالی مقام ہیں - پورا ماحول ایک دلنواز خوشبو سے معطر ہو گیا - وہ ان کے پاس پہنچی اور بتایا کہ کوفے سے آئی ہے تو بڑے تپاک سے ملے ، اسے پاس بٹھایا ، باتیں کیں اور پھر اپنے گھر لے گئے- گھر والوں سے ملایا ، کھانا کھلایا اور دیر تک اس شہر کی باتیں کرتے رہے جو شیر خدا، رضی اللہ عنہ کا دار الخلافہ تھا ، جہاں انہوں نے جام شہادت نوش کیا تھا - روانگی کا وقت آیا تو شیریں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک وعدہ لیا -

"آپ جب بھی کوفہ و بغداد کی طرف آئیں تو میرے گھر ضرور باالضرور تشریف لائیے گا" -
امام نے اس سے وعدہ کیا - پکّا وعدہ، کہ وہ ضرور اس کے گھر آئیں گے -

گھر واپس آنے کے چند دنوں کے بعد سے ہی اس کا انتظار شروع ہو گیا تھا - اور اب تو دن گنتے ہوئے کئی سال بیت چکے تھے - اس کا روز کا معمول تھا کہ وہ چوکھٹ پر بیٹھی دیر تک ان کی راہ تکتی رہتی -

ایک روز اسے خبر ملی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے سے روانہ ہو چکے ہیں اور کوفہ و شام کا قصد ہے - اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا - باالآخر اس کی مراد بر آنے والی تھی - اسے یقین تھا وہ جب بھی یہاں آئیں گے اس کے گھر ضرور تشریف لائیں گے - اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے - اس نے انتظامات کرنا شروع کر دیے - پورے گھر کو آراستہ و پیراستہ کیا - صفائی و ستھرائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی - آنگن کو لیپا پوتا اور پڑوس کے بچوں کی مدد سے گھر کے سامنے لگے پودوں کو کانٹ چھانٹ کر خوبصورت بنانے کی کوشش کی - روز کھانا پکاتی کہ نہ جانے کس روز وہ تشریف لے آئیں -

اس رات شیریں بہت بے چین تھی - نیند نہیں آ رہی تھی - دل تیزی سے دھڑک رہا تھا - اس نے سوچا کہ شاید ان کے آنے کا وقت قریب آ رہا ہے اس لئے اس کے اضطراب میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے - اس نے اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کی کہ بس اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوا ہی چاہتی ہیں - پھر بستر پر لیٹی اور سونے کی کوشش کرنے لگی ، لیکن دیر تک جھونپڑے کی چھت کو تکتی رہی اور سوچتی رہی کہ وہ آئیں گے تو کیسے ان کا استقبال کرے گی ، کیسے ان کی خاطر مدارات کرے گی -

رات کے پچھلے پہر وہ اچانک اٹھ بیٹھی - اس نے کسی کی آواز سنی تھی - ہاں! یہ امام عالی مقام حضرت حسین کی ہی آواز تھی - ان کے الفاظ تھے ، "شیریں ، میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا" - وہ بھاگ کر بیرونی دروازے کی طرف گئی - باغ میں وہی جانی پہچانی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو مسجد نبوی میں امام حسین کے پیرہن سے آ رہی تھی - باغ میں کوئی کھڑا تھا - شیریں نے غور سے دیکھا - اس نورانی پیکر کے گردن تو تھی لیکن سر اقدس نہ تھا - اس کی بجائے ایک نور کا ہالہ تھا -

شیریں "یا حسین" کہہ کر کھڑے قد سے گر پڑی اور بہ آواز بلند گریہ کرنے لگی - دور ، بہت دور نینوا کے ریگزاروں سے آواز آ رہی تھی ، "قتل حسین بہ کربلا ، ذبح حسین بہ کربلا" -